اڑان کے باعث ان تمام نظریات و تجربات کی تصدیق ہو چکی ہے

(۲۸) خلائی جہاز واپسی میں ہوا کی رگڑ سے گرم ہو کر تپائے ہوئے فولاد کی طرح سرخ ہو جاتا ہے اس لیے اُسے ایسی دھات کا بنایا جاتا ہے جو گرمی سے پگھل نہ جائے۔

(۲۹) خلائی جہاز میں لاکھوں آلات اور کل پرزے کام کرتے ہیں۔ اگر ان میں سے کسی ایک میں بھی کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو پھر نہ خلائی جہاز زمین پر واپس آسکتا ہے نہ خلائی مسافر

(۳۰) کنٹرول روم میں خلائی ماہرین چوبیس گھنٹوں مصروف رہتے اور لاکھوں میل کی دوری کے باوجود خلائی جہاز اور خلابازوں کی ایک ایک حرکت پر ٹیلی وژن اور ریڈیو کی مدد سے نگاہ رکھتے ہیں حتیٰ کہ خلابازوں کی سانس کی رفتار، نبض کی رفتار، دل کی دھڑکن، جسمانی حرارت، خوف اور گھبراہٹ کے آثار وغیرہ غرض ان کی ایک ایک ادا کا حال لمحہ بہ لمحہ برقی آلات کی مدد سے ریکارڈ کرتے رہتے ہیں اور مختلف موقعوں پر خلابازوں کو مناسب ہدایات بھی جاری کرتے ہیں، چنانچہ اپالو ۱۱ کے خلاباز جب چاند کی سطح پر اتر رہے تھے تو زمینی مرکز نے انہیں ایک غلطی پر متنبہ کیا۔۔

(۳۱) اپالو ۱۱ کے خلابازوں کے جوتے بھی بڑی عجیب و غریب نوعیت کے تھے۔ جن کی تہہ میں انتہائی حساس اور طاقتور آلات لگے ہوئے تھے۔ چنانچہ جوتوں کے نچلے حصے جب چاند کی سطح سے ٹکراتے تو ان آلات میں لگی ہوئی سوئیاں گردش کرنے لگ جاتیں اور زمین پر اسی وقت یہ اطلاع پہونچ جاتی کہ چاند کی سطح کیسی ہے؛ سخت ہے یا نرم؟ آیا خلابازوں سے قریب کوئی زلزلہ تو نہیں ہو رہا ہے؛ وغیرہ۔ اپنے قدموں کے نیچے کے ان حالات سے خود خلاباز تک بے خبر تھے جبکہ یہ ساری کیفیات ریڈیائی خبر رسانی کے ذریعہ لاکھوں میل دور زمینی مرکز کو لمحہ بہ لمحہ مل رہی تھیں۔ کیونکہ ریڈیائی لہریں روشنی کی رفتار سے چلتی ہیں اور ایک سکنڈ سے کچھ ہی زیادہ عرصہ میں چاند سے زمین پر اور زمین سے چاند پر پہونچ جاتی ہیں۔

(۳۲) خلابازوں کی پشت پر ۱۲۰ پونڈ وزنی ایک بنڈل ہوتا ہے۔ جس کا وزن چاند پر گھٹ کر

صرف ۲۰ پونڈ رہ جاتا ہے۔ کیونکہ زمین کے مقابلے میں اس کی کشش صرف ⅙ ہے۔ اس نیڈل میں آکسیجن، بجلی مہیا کرنے کی مشین، ٹرانسمیٹر، ریسیونگ سیٹ اور ایک ریڈیو وغیرہ ہوتا ہے

(۳۳) چاند میں ہوائی کرہ کے عدم وجود کے باعث گرمی ۲۵۰ درجہ تک پہونچ جاتی ہے اسی طرح اُس کی رات میں سردی زیرو ڈگری سے ۲۵۰ درجہ کم ہو جاتی ہے۔ یعنی ایک طرف شدید طور پر جھلسا دینے والی بلکہ جلا کر کباب بنا دینے والی گرمی ہوتی ہے تو دوسری طرف یخ بستہ بلکہ ہڈیوں تک کا گودا جما دینے والی سردی۔ مگر خلائی لباس کے باعث اس اونچ نیچ کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

یہ خلائیات کی صرف ایک جھلک ہے۔ ورنہ تفصیلی معلومات اور کل خلائی سائنس اور ٹکنالوجی پر دو چار یا دس بیس نہیں بلکہ بلا مبالغہ سیکڑوں ہزاروں جلدیں لکھی جا سکتی ہیں۔ واضح رہے کہ آج امریکی خلائی صنعت کا ادارہ "ناسا" (NASA) صرف امریکہ ہی نہیں بلکہ تقابلی حیثیت سے دنیا کے تمام صنعتی اداروں میں سب سے بڑا ادارہ ہے۔ امریکہ کی پچاس ریاستوں میں اس کی بڑی بڑی تجربہ گاہیں ہیں، جن میں کام کرنے والے سائنسدانوں، انجنیروں، ڈاکٹروں اور مزدوروں کی کل تعداد بارہ لاکھ سے زیادہ ہے۔

(باقی)

العلم والعلماء

یہ جلیل القدر امام حدیث علامہ ابن عبد البر کی شہرۂ آفاق کتاب "جامع بیان العلم وفضلہ" کا نہایت صاف اور شگفتہ ترجمہ ہے علم اور فضیلت علم، اہل علم کی عظمت اور ان کی ذمہ داریوں کی تفصیل پر خالص محدثانہ نقطۂ نظر سے بحث کی گئی ہے — مترجم: مولانا عبد الرزاق ملیح آبادی صاحب مرحوم

صفحات ۳۰۰ - بڑی تقطیع قیمت ۵/۵۰ مجلد ۶/۵۰

مکتبہ برہان اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶

(۲)

عہدِ صدیقی کا اقتصادی جائزہ

جناب ڈاکٹر خورشید احمد فارق صاحب پروفیسر شعبۂ عربی دہلی یونیورسٹی

خمس کا پانچواں حصہ رسول اللہ کے حین حیات مدنی قرآن کے بموجب ذوی القربیٰ یعنی رسول اللہ کے ہاشمی اقارب کے لئے مخصوص تھا، یہ حصہ ہاشمی مردوں، عورتوں اور بچوں میں ان کی خوشحالی اور ناداری سے قطع نظر کر کے تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ خمس الخمس کا وہ حصہ جو مدنی آیت۔ وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۔ نے رسول اللہ کے لئے مخصوص کیا تھا وہ بالعموم اپنی ذات پر خرچ نہیں کرتے تھے بلکہ یا تو ذوی القربیٰ کو دے دیتے تھے پورا یا ادھورا، یا جہاد سے متعلقہ کاموں میں لگا دیتے تھے۔ ابن عباس: .... فما کان للہ وللنبی فھو لقرابۃ النبی ولم یأخذ النبی من الخمس شیئاً[۱] .... عن عطاء (بن ابی رباح): خمس اللہ ورسولہ واحد وکان رسول اللہ یحمل منہ (جہاد کے لئے سواری اور ہتیار وغیرہ فراہم کرتے تھے) ویعطی (ذوی قرابتہ) ویضعہ حیث شاء ویصنع بہ ما شاء[۲]۔ خمس کے باقی حصے رسول اللہ عام طور پر نادار مسلمانوں کو مسلح

---

[۱] تفسیر طبری ۱۰/۷ وانساب الاشراف ۱/۵۱۵

[۲] انساب الاشراف ۱/۵۱۶ ۔ وابن سلام ص ۱۳

کرنے، ان کی جہادی ضروریات مہیا کرنے اور اسلامی اشاعت وتقویت کے کاموں پر صرف کرتے تھے۔ بالفاظ دیگر ان حصص کی تقسیم آیت الخمس کے چاروں اصناف۔ اللہ ورسول، یتامیٰ، مساکین اور ابن سبیل پر الگ الگ اور خُمس الخمس کی حد تک صرف نہیں ہوتی تھی بلکہ نادار اور ضرورت مندوں (ذوی القربیٰ، یتامیٰ، مساکین اور ابن سبیل) کو جہاد پر قادر بنانے کے کاموں پر خرچ ہوتی تھی۔

عن عطاء (بن ابی رباح): خمس اللہ ورسولہ واحد وکان النبی یحمل منہ ویصنع فیہ ما یشاء[1]۔

ابوبکر صدیقؓ نے خمس کا وہ حصہ بند کر دیا جو رسول اللہ پابندی کے ساتھ ذوی القربیٰ کو دیا کرتے تھے۔ ابن عباس: فلما قُبض النبی ردّ أبوبکر نصیب القرابۃ فی المسلمین فجعل یحمل بہ فی سبیل اللہ[2]۔ اس کے کئی سبب تھے، ایک یہ کہ سارے ملک میں پھیلی ہوئی بغاوتوں کو دفع کرنے کے لئے روپیہ کی ضرورت بڑھ گئی تھی، دوسرے ۲ھ کے مقابلہ میں جب آیۃ الخمس نازل ہوئی تھی اور جب ذوی القربیٰ بُری طرح مالی مشکلات میں مبتلا تھے اب یعنی ۱۱ھ میں ان کی اقتصادی حالت اتنی بہتر ہو گئی تھی کہ وہ اسلام کا سب سے زیادہ مرفہ الحال اور صاحب جائداد طبقہ تھے، تیسرے یہ کہ ابوبکر صدیق اور ان کے رفقائے کار کا دل ہاشمیوں کی بڑھتی ہوئی رعونت اور اس کے زیر اثر ابوبکر صدیق کی بیعت سے انکار وانحراف نیز عدم تعاون کے باعث مکدر ہو گیا تھا اور وہ خُمس الخمس روک کر ہاشمیوں کی رعونت اور انحراف کے خلاف احتجاج کرنا چاہتے تھے۔ ابوبکر صدیق نے ذوی القربیٰ، رسول اللہ، یتامیٰ، مساکین اور ابن سبیل کے پانچوں حصے جہادی تیاریوں کے لئے کم وبیش وقف کر دئے تھے۔ ابن عباس: فلما قُبض رسول اللہ ردّ ابوبکر نصیب القرابۃ فی المسلمین فجعل یحمل بہ فی سبیل اللہ[3]۔ شرح نہج البلاغۃ[4]: منع أبوبکر

---

۱ تفسیر طبری ۳/۱۰۔ ۲ سنن کبریٰ ۳۴۲/۶۔ ۳۴۳۔

۳ تفسیر طبری ۷/۱۰۔ ۴ ۸۶/۴

فاطمة وبنی هاشم سهم ذوی القربی وجعله فی سبیل الله (یعنی السلاح والکراع)
فتح الباری[1] : وکان ابوبکر یقسم الخمس نحو قسم رسول الله غیر انہ لم یکن یعطی قربی رسول اللہ۔

زکاۃ کا آٹھواں حصہ مدنی قرآن نے مؤلفۃ القلوب کے لئے مقرر کیا تھا، یہ حصہ رسول اللہ کئی درجن بد اندیش لیکن بظاہر دوست عرب اکابر کو اپنا ہمدرد اور اسلام کا وفادار بنانے کے لئے فی کس سو یا پچاس اونٹ کے حساب سے دیا کرتے تھے، ابوبکر صدیق نے یہ حصہ بند کر دیا۔ عامر (بن سعد بن ابی وقاص الزہری المدنی) : إنما کانت المؤلفة قلوبھم علی عھد النبی فلما وَلِیَ أبوبکر انقطعت الرّشیٰ[2]۔ مؤلفۃ القلوب عہد نبوی میں تھے، ابوبکر صدیق خلیفہ ہوئے تو رشوتیں بند ہو گئیں۔ مؤلفۃ القلوب اور زکاۃ عملہ پر خرچ کرنے کے بعد باقی چھ مدوں کا بیشتر حصہ رسول اللہ تقویت اسلام کے کاموں پر صرف کرتے تھے[3]۔ ابوبکر صدیق نے ایک طرف زکاۃ کی آٹھ مدوں میں سے مؤلفۃ القلوب کا حصہ ساقط کر دیا اور دوسری طرف زکاۃ کی مد سے حاصل ہونے والی آمدنی کو عہد نبوی سے زیادہ بڑے پیمانے پر جہادی سرگرمیوں پر صرف کیا اور اس کی وجہ یہ تھی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا کہ ملک کے گوشے گوشے میں پھیلی ہوئی بغاوت و سرکشی سے عہدہ برآ ہونے کے لئے عہد نبوی سے زیادہ بڑے پیمانے پر سپاہیوں، ہتیاروں، گھوڑوں اور اونٹوں کی ضرورت تھی۔

اقتصادی ترقی کے وسائل

ابوبکر صدیق کا عہد خلافت اگرچہ بہت مختصر تھا اور لڑائیوں سے بھرپور اس کے باوجود اس زمانے میں مسلمانوں نے انفرادی اور اجتماعی دونوں اعتبار سے اقتصادی ترقی کی۔ رسول اللہ کی وفات

---

[1] ۵۴/۷ [2] تفسیر طبری ۱۰/۱۶۳
[3] دیکھو تفسیر طبری ۱۰/ ۱۶۶-۱۶۷

کے وقت اسلام صرف جزیرہ نمائے عرب تک محدود تھا، ابوبکر صدیق کے ایام میں اس کا نفوذ و اقتدار عراق اور شام کے سرحدی شہروں اور بستیوں تک وسیع ہوگیا۔ رسول اللہ کے زمانے میں جزیرہ نمائے زکاۃ اور جزیے کی مدوں میں جو زروسیم اور سامان آتا تھا ان کی وفات پر بند ہوگیا تھا، ابوبکر صدیق نے اِن مدوں کو بزورِ شمشیر بحال کر لیا، باغی اور منحرف عربوں کے خلاف بڑے پیمانے پر فوجی کارروائی کے دوران بہت سا مالِ غنیمت مجاہدین اسلام کے ہاتھ آیا اور بہت سا بصورت خُمس مدینے کے خزانے میں جمع ہوگیا۔ عراق اور شام کی اکثر سرحدی بستیاں بزور شمشیر فتح ہوئیں اور معدودے چند نے ایک مقررہ رقم کے عوض صدیقی فوجوں سے اپنی جان اور مال کے لئے امان لے لی۔ ان بیرونی جنگوں میں بڑی مقدار میں مالِ غنیمت حاصل ہوا، اس کے چار حصے شریکانِ جنگ نے آپس میں بانٹ لئے اور پانچواں حصہ مدینہ بھیج دیا اور جہاں جہاں رقموں کے بالمقابل جان و مال کی امان لی گئی تھی وہ کل کی کل رقمیں مدینہ کے بیت المال کے لئے مخصوص ہوگئیں۔ زروسیم، مویشی اور سامان کے علاوہ ہر محاذ سے عرب اور غیر عرب قیدی بھی خمس کی مد میں مدینہ بھیجے جاتے اور حکومت کی طرف سے بیچ ڈالے جاتے یا اہالی شہر میں بطور غلام تقسیم کر دئے جاتے تھے؛ اِن غلاموں کو یا تو اُن کے مالک اپنے باغوں اور کھیتوں کی دیکھ بھال یا اپنی جاگیروں کو قابل زراعت بنانے کے کاموں میں لگا دیتے یا گھریلو خدمت کے لئے رکھ چھوڑتے یا بازار میں بیچ کر قیمت وصول کر لیتے۔ اس بات کی بھی شہادت موجود ہے کہ ابوبکر صدیق قیدیوں کو زرِ مخلصی لے کر آزاد کر دیتے تھے اور زرِ مخلصی مسلمانوں میں بانٹ دیتے تھے۔ ہمارے ماخذوں سے اس بات کا کوئی اندازہ نہ ہو سکا کہ ابوبکر صدیق نے اپنے سوا دو سالہ دورِ خلافت میں زکاۃ، جزیے، خُمس اور معاہدوں کی مدوں سے کتنی دولت حاصل کی لیکن قرائن سے اس بات کی پوری تائید ہوتی ہے کہ یہ دولت گراں قدر تھی۔ اپنے قول کی توثیق کے لئے ہم عہدِ صدیقی کے مشہور معرکوں سے حاصل ہونے والی غنیمت، خُمس اور جزیہ سے متعلق عرب مورخوں کے بیانات غیر ضروری تصریحات نکال کر پیش کرتے ہیں۔

غنیمت

صلح یمامہ سے فارغ ہو کر خالد بن ولید نے بنو حنیفہ کے قلعوں میں اپنے سپاہی بھیجدیے اور (ان کے نمایندے) مُجّاعَہ[1] کو قسم دے کر وعدہ لیا کہ ایسی کوئی چیز جو صلح میں داخل ہے نہیں چھپائے گا اور اگر کوئی دوسرا ایسا کرے گا تو اس کی اطلاع دے گا۔ اس کے بعد قلعے کھولدیے گئے، وہاں سے بڑی مقدار میں ہتیار لائے گئے، خالد بن ولید نے ان کا الگ ذخیرہ کر لیا، پھر سونا چاندی لایا گیا، خالد نے اس کو علیحدہ جمع کیا، پھر جتنے گھوڑے ملے اُن کو یکجا کر لیا، اونٹ اور گھریلو سامان چھوڑ دیا، اس کے بعد غلاموں کے دو حصے کئے اور قرعہ ڈال کر ایک حصہ لے لیا، اس کے پانچ حصے کئے اور اُن میں سے ایک حصہ الگ کر لیا، سونے چاندی کو تول کر اس کا بھی خمس نکال لیا، باقی حصے مجاہدین میں بانٹ دئیے، گھوڑے کو اس کے مالک کی نسبت دوہرا حصہ دیا، اس کے بعد سارے مال غنیمت کا خمس لے کر خالد بن ولید ابوبکر صدیق کے پاس چلے گئے۔ فلما فرغ خالد من الصلح أمر بالحصون فألزمها الرجال وحلف مُجّاعة بالله لا يُغيب عنه شيئاً مما صالحه عليه ولا يعلم أحد أغيبه إلا رفعه إلى خالد۔ ثم فتحت الحصون فأخرج سلاحا كثيرا فجمعه خالد على حدة وأُخرج ما وجد فيها من دنانير ودراهم فجمعه على حدة وجمع كُراعهم وترك الخُف فلم يحركه ولا الرِّثة، ثم أخرج السَّبْيَ وقسمه قسمين ثم أُقرع على القسمين فخرج سهمه على أحدهما، ثم جزأ الكُراع والحلقة هكذا ووزن الذهب والفضة فعزل الخمس وقسم على الناس أربعة الأخماس وأسهم للفرس سهمين ولصاحبه سهما وعزل الخُمس من ذلك كله حتى قدم به على أبي بكر الصديق رحمه الله[2]۔

---

[1] ایک حنفی لیڈر جس نے مسیلمہ کے قتل کے بعد بنو حنیفہ کی طرف سے صلح کی تھی۔

[2] اِکتفاء، تالیف کلاعی بَلَنسی (ادارۂ علوم اسلامیہ، نئی دہلی) ص ۱۱۲

۲ ۔ دو بستیوں کے علاوہ سارے یمامہ نے خالد بن ولید سے صلح کرلی تھی جس کی تفصیل اوپر بیان کی گئی ۔ خالد بن ولید نے ان بستیوں پر جن کے نام عِرض اور قُریَّہ ہیں چھاپہ مارا اور بہت سی عورتیں اور بچے غلام بنالئے ۔ اُن کا خُمس جو انھوں نے ابوبکر صدیق کے پاس مدینہ بھیجا پانچ سو راس پر مشتمل تھا ۔ صالح خالد بن حنیفة جمیعا إلا ما کان بالعِرض والقریة فإنهم سُبُوا عند انبثاث الغارة ، فبعث إلى أبي بكر ممن جرى عليه القسم بالعِرض والقُريَّة من بني حنيفة أو قيس بن ثعلبة أو يشكر خمسمائة رأس[1] ۔

۳ ۔ (عُمان کے پایۂ تخت اور تجارتی ساحلی شہر دَبا میں) مجاہدین اسلام نے دشمن کے دس ہزار سپاہیوں کو مار ڈالا اور بھاگنے والوں کا پیچھا کرکے ان کو بھی ٹھکانے لگادیا دَبا کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیا ، دَبا کا سارا بازار لوٹ لیا اور جو مال ومتاع ہاتھ لگا آپس میں بانٹ لیا ، دَبا کا خمس جس میں آٹھ سو عورتیں اور بچے شامل تھے ، ابوبکر صدیق کو بھیجدیا گیا ۔ فقتلوا منهم في المعركة عشرة آلاف وركبوهم حتى أثخنوا فيهم وسبوا الذراري وقسموا الأموال على المسلمين وبعثوا بالخمس إلى أبي بكر ... وكان الخمس ثمانمائة رأس وغنموا السوق بحذافيرها[2] ۔

۴ ۔ (عُمان سے متصل جنوب میں ساحلی علاقے) مُہرہ میں مجاہدین اسلام نے دشمن کو جس طرح چاہا قتل کیا اور جو چاہا پایا ، مال غنیمت میں دو ہزار (تیز رفتار) اونٹنیاں بھی تھیں (اسلامی فوج کے کمانڈر) عکرمہ بن أبی جہل نے غنیمت کا خُمس ابوبکر صدیق کو بھیجدیا اور باقی مجاہدین میں تقسیم کردیا ۔ فقتلوا منهم ما شاؤا وأصابوا ما شاؤا وأصابوا فيما أصابوا ألفي نجيبة فخمس عكرمة الفيء فبعث بالأخماس إلى أبي بكر وقسم الأربعة الأخماس

---

[1] طبری ۳/۲۵۴ [2] ایضاً ۳/۲۶۲

علی المسلمین[۱]۔

۵۔ (مہرہ سے متصل جنوبی علاقہ حضرموت کے قلعے) نُجیر (کے محصورین نے پانی اور خوراک کے توڑے سے مجبور ہوکر) جب دروازے کھولے تو عرب مجاہدین قلعے میں گھس گئے اور جتنے جوان ملے اُن سب کو قتل کرڈالا، قلعے میں ایک ہزار عورتیں تھیں، ان کو اور ان کے بچوں کو گرفتار کرلیا اور ابوبکر صدیق کے پاس مدینہ بھیجدیا گیا، انھوں نے نُجیر کا مال غنیمت اور عورتوں بچوں کا خُمس نکال کر شہر کے لوگوں میں بانٹ دیا اور باقی نُجیر کی محاصر فوج میں تقسیم کردیا۔ فلما فتح الباب اقتحمہ المسلمون فلم یدعوا فیہ مُقاتلا إلا قتلوہ ضربوا أعناقہم صبرا و أحصی ألف امرأۃ ممن فی النُّجیر و الخندق و وضع علی السّبی والفئ الأحراس .... وقسم أبوبکر فی الناس الخُمس واقتسم الجیش الأربعۃ الأخماس[۲]۔

۶۔ حیرہ کے شمال مغرب میں عرب۔ عراق سرحد کے قلعہ بند شہر عین التمر کو خالد بن ولید نے بزور شمشیر فتح کرکے اہل قلعہ کے سارے بالغ اور لڑائی کے قابل مردوں کو قتل کردیا، عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیا اور قلعہ کے سارے سامان پر قبضہ جمالیا، قلعے کے گرجا میں ان کو چالیس عیسائی جوان ملے جو ایک کمرے میں انجیل پڑھتے تھے، خالد کمرے کا دروازہ توڑکر اندر گئے اور جب جوانوں نے بتایا کہ ہم تارک الدنیا راہب ہیں تو خالد نے ان کو گرفتار کرکے فوج کے بہادروں میں تقسیم کردیا اور مال غنیمت کا خُمس نکال کر مدینہ بھیجدیا، یہ پہلے فارسی غلام تھے جو عہد صدیقی میں مدینہ کے باشندوں میں تقسیم کیے گئے۔ فضرب (خالد) أعناق أھل الحصن أجمعین وسَبَیٰ کل من حوی حصنہم وغنم ما فیہ و وجد فی بِیعَتہم أربعین غلاما یتعلمون الإنجیل علیہم باب مُغلق فکسرہ عنہم وقال: ما أنتم؟ قالوا: رُھن، فقسمہم فی أھل البلاء .... وبعث بالسّبی إلی أبی بکر فکان أول سبی قدم

۱۔ ایضاً ۳/۲۶۳۔ ۲۔ ایضاً ۳/۲۷۵ و ۲۷۶۔

المدینۃ من العجم[1]۔

۷۔ خالد بن ولید نے جنوب مغربی میسوپوٹامیہ کی قلعہ بند بستی ثنی پر تین طرف سے شبخون مارا اور وہاں کی فوج کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا، ایک متنفس تک ان میں سے جان بچا کر نہ بھاگ سکا، عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیا، دوسری بستی زُمَیل پر بھی انھوں نے تین سمتوں سے رات میں حملہ کیا اور وہاں کے جوانوں کو تلوار کا لقمہ بنا کر بستی کے سارے مال ومتاع پر قبضہ کرلیا اور دونوں بستیوں کا خمس ابوبکر صدیق کو بھیجدیا۔ فبیّتہ (خالد) من ثلاثۃ أوجہ بیاتا ومن اجتمع لہ وإلیہ ومن تأشب لذلك من الشُّبان فجردوا فیہم السیوف فلم یُفلت من ذلك الجیش مُخبر واستبی الشَّرخ وبعث بخمس اللہ إلی أبی بکر۔ نبیّتہم (أھل الزُّمَیل) بمثلہا غارۃ شعواء من ثلاثۃ أوجہ فقتل منہم مقتلۃ عظیمۃ لم یقتلوا قبلہا مثلہا وأصابوا منہم ما شاؤا۔ وبعث بالأخماس إلی أبی بکر[2]۔

جزیہ

(عرب۔ عراق سرحد کی متعدد بستیوں کو جزیہ گذار کرکے) خالد نے اپنی فوج کے ساتھ حیرہ میں پڑاؤ ڈالا، حیرہ کے اکابر، قَبِیصہ بن اِیاس طائی کی سرکردگی میں جس کو کسریٰ نے نُعمان بن منذر کے بعد حیرہ کا والی مقرر کیا تھا، خالد سے ملنے آئے۔ خالد نے قَبِیصہ اور اس کے ساتھیوں سے کہا: میں تم کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں، اگر اسلام قبول کرلوگے تو تمھیں وہی حقوق حاصل ہوں گے جو مسلمانوں کو ہیں اور تمھارے وہی واجبات ہوں گے جو ان کے ہیں، اگر اسلام قبول نہیں کروگے تو تم کو جزیہ دینا ہوگا اور اگر اس سے بھی انکار کروگے تو بتائے دیتا ہوں کہ میرے ساتھ ایسے جانباز ہیں جن کو موت اس سے کہیں زیادہ عزیز ہے جتنی تم کو زندگی ہے، ہم تم سے لڑیں گے یہاں تک کہ خدا

---

[1] ایضاً ۴/۲۲ و ۲۷ [2] ایضاً ۴/۲۵

ہمارے اور تمھارے درمیان فیصلہ دے گا۔ قَبیصہ نے کہا: ہم لڑنا نہیں چاہتے، ہم اپنے مذہب پر قائم رہنا چاہتے ہیں اور جزیہ دینے کے لئے تیار ہیں۔ اس کے بعد اکابر حیرہ نے خالد بن ولید سے پینتالیس ہزار روپے[1] (نوے ہزار درہم) پر صلح کرلی اور یہ ان بستیوں[2] کے جزیے کے بعد جن پر ابن صَلُوبا نے صلح کی تھی پہلا (بڑا) جزیہ تھا جو عراق سے وصول ہوا۔ ثم أقبل خالد ابن الولید بمن معہ حتی نزل الحیرۃ فخرج إلیہ أشرافہم مع قَبیصۃ بن إیاس بن حَیّۃ الطائی وکان أمَّرہ علیہا کسری بعد النعمان بن المنذر، فقال لہ خالد ولأصحابہ: أدعوکم إلی اللہ وإلی الإسلام فإن أجبتم إلیہ فأنتم من المسلمین لکم ما لہم وعلیکم ما علیہم فإن أبیتم فالجزیۃ فإن أبیتم الجزیۃ فقد أتیتکم بأقوام ہم أحرص علی الموت منکم علی الحیاۃ، جاھدناکم حتی یحکم اللہ بیننا وبینکم، فقال لہ قَبیصۃ بن إیاس: ما لنا بحربک من حاجۃ، بل نُقیم علی دیننا ونُعطیک الجزیۃ، فصالحہم علی تسعین ألف درہم وکانت أول جزیۃ وقعت بالعراق ھی والقریات التی صالح علیہا ابن صَلُوبا۔[2]

مذکورہ بالا ذرائع آمدنی کے علاوہ عہد صدیقی میں کئی ایسے عربی علاقے بھی فتح ہوئے جہاں چاندی کی کانیں تھیں اور ان سے بڑی مقدار میں چاندی مدینہ کے خزانے میں آنے لگی تھی۔ طبقات ابن سعد میں ہے: جب ابوبکر صدیق اپنے مکان واقع سُنْح[3] سے مدینہ والے مکان میں آکر مقیم ہوئے تو انھوں نے خزانہ بھی اسی مکان میں منتقل کرالیا۔ ان کے پاس بہت سی چاندی قَبَلیّۃ[4] کی کان اور سرزمین

---

[1] فتوح البلدان ص ۲۵۳: پچاس ہزار، طبری ۴/۱۳: پچانوے ہزار۔

[2] طبری ۴/۳۔ قُریّات سے بانِقیا، باروسما اور اُلّیس کی بستیاں مراد ہیں۔

[3] مسجد نبوی سے میل سوا میل دور مدینہ کا ایک محلہ۔

[4] مدینہ کے مضافات میں بسمت مغرب ایک پتھریلا علاقہ۔

جُہینہ کی کانوں سے آگئی تھی، اس کے علاوہ ان کی خلافت میں بنو سُلیم کے علاقے میں واقع چاندی کی کان بھی فتح ہوئی تھی اور اس کی زکاۃ بیت المال میں جمع ہوتی تھی۔ ابوبکر صدیق چاندی کی ڈلیاں اہل مدینہ میں تقسیم کر دیتے تھے اور سو آدمیوں کو ایک مقررہ مقدار میں یہ ڈلیاں دیتے تھے۔ وہ سرکاری روپیہ اور دوسرا سامان مساویانہ تقسیم کرتے تھے یعنی آزاد، غلام، مرد، عورت، چھوٹے بڑے سب کو برابر برابر دیتے تھے؛ وہ اونٹ، گھوڑے اور ہتیار خریدتے تھے اور مسلمانوں کو مسلح کر کے ان جانوروں پر جہاد کے لئے بھیجتے تھے۔ ایک سال انھوں نے مخملی چادریں جو بادیہ سے لائی گئی تھیں خرید کر سردی کے موسم میں بیواؤں میں تقسیم کیں۔ فلما تحول أبو بكر إلى المدينة حوّله (بيت المال) فجعل بيت ماله في الدار التي كان فيها وكان قدم عليه مال من معدن القَبَلِيَّة ومن معادن جُهينة كثير والفتح (معدن) بني سُلَيم في خلافة أبي بكر فقدم عليه منه بصدقته فكان يوضع ذلك في بيت المال فكان أبو بكر يقسمه على الناس نُقَرًا نُقَرًا فيصيب كل مائة إنسان كذا وكذا وكان يُسوّي بين الناس في القسم، الحر والعبد والذكر والأنثى والصغير والكبير فيه سواءً وكان يشتري الإبل والخيل والسلاح فيحمل في سبيل الله، واشترى عاماً قطائف أُتي بها من البادية ففرقها في أرامل أهل المدينة في الشتاء[۲]......

بعض رپورٹر بتاتے ہیں کہ ابوبکر صدیق کے عہد میں ایک لاکھ روپیہ (دو لاکھ درہم) مدینہ کے خزانے میں جمع ہوا، یہ اطلاع اس طرح بیان کی گئی ہے: رسول اللہ کے زمانہ میں ایک شخص مدینہ میں چاندی سونے کے سکّے تولا کرتا تھا، یہی شخص ابوبکر صدیق کا نقد روپیہ بھی وزن کرتا تھا، کسی نے اس سے پوچھا کہ ان کی خلافت میں کتنا روپیہ خزانے میں آیا تو اس نے جواب دیا: دو لاکھ درہم (ایک لاکھ روپیہ)۔ کان بالمدينة وزّان على عهد رسول الله وكان يزن

---

[۱] یمامہ کا بادیہ نامی گاؤں مراد ہے۔ [۲] ۲۱۳/۳۔

ما كان عند أبي بكر من مال، فسئل الوزان كم بلغ ذلك المال الذي ورد على أبي بكر، فقال مائتي ألف۔ ہمارے خیال میں یہ رپورٹ حقیقت حال کی صحیح ترجمانی نہیں کرتی، اس کی تائید نہ تو قرائن سے ہوتی ہے نہ اُن بیانات سے جو غنیمت، جزیے اور کانوں سے حاصل کی ہوئی چاندی کے بارے میں ابھی پیش کیے گئے۔ ایک دوسری اطلاع سے جو ہمارے ماخذوں میں ام المومنین عائشہ کی زبانی بیان کی گئی ہے، ظاہر ہوتا ہے کہ ابوبکر صدیق نے اپنی خلافت کے پہلے سال سرکاری آمدنی کا روپیہ اہل مدینہ میں بانٹا تو ہر آزاد اور غلام مرد عورت کو پانچ پانچ روپے ملے اور اگلے سال ہر شخص کے حصے میں دس دس روپے آئے۔ قسم أبي أول عام الفيء فأعطى الحر عشرة وأعطى المملوك عشرة والمرأة عشرة وأمتها عشرة ثم قسم أبي في العام الثاني فأعطاهم عشرين عشرين[۱]۔ بی بی عائشہ کی تصریح کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ دس دس اور بیس بیس درہم کے حساب سے ابوبکر صدیق نے پہلے اور دوسرے سال جو رقم باشندگان مدینہ میں تقسیم کی ان کی کل سرکاری آمدنی پر مشتمل تھی؛ مدینہ کے خزانے کی کل سالانہ یافت بلاشبہ ایک گراں قدر ثروت تھی جو اندرون ملک کے معرکوں اور عراق و شام کی سرحد پر ترکتازیوں سے بشکل غنیمت، جزیہ اور زر معاہدات نیز زکاۃ، رسول اللہ کی خالصہ نخلستانوں، اور زراعتی فارموں سے حاصل ہوئی تھی اور جس کا بیشتر حصہ ابوبکر صدیق جنگی تیاریوں اور عسکری اقدامات پر صرف کر دیتے تھے۔ اہل مدینہ میں تقسیم کیا ہوا روپیہ جس کی شہادت ام المومنین عائشہ نے دی ہے اُس دولت کا ایک قلیل حصہ تھا جو سارے سول اور فوجی اخراجات کے بعد خزانے میں بچ رہا تھا۔

ابوبکر صدیق کی مالی حالت

ابوبکر صدیق سوا دو برس کے لگ بھگ خلیفہ رہے، مرتے وقت ان کی عمر تریسٹھ[۶۳] سال کے

---

[۱] ابن سعد ۳/۱۹۳۔ وخطط مقریزی (قاہرہ) ۲/۳۵۔

قریب تھی۔ اسلام سے پہلے وہ ایک ذمے دار اور معزز قریشی تھے، اپنے آبا و اجداد کی طرح تجارت کرتے تھے اور بسلسلۂ تجارت شام کے متمدن اور دلکش ملک کا بارہا دورہ کر چکے تھے، ایک بار شام کے تجارتی سفر میں رسول اللہ بھی ان کے ساتھ تھے۔ صحت کمزور، جسم دبلا اور خاندان مختصر تھا، اس لئے تجارت کے میدان میں زیادہ دوڑ دھوپ نہیں کرتے تھے، اس کے باوجود مرفہ الحال تھے، قبول اسلام کے وقت ان کا تجارتی اثاثہ بیس[1] ہزار روپے (چالیس ہزار درہم) بتایا گیا ہے؛ اس رقم کا بڑا حصہ انھوں نے ہجرت سے پہلے تقویت اسلام کے متعلقہ کاموں میں صرف کر ڈالا تھا اور ہجرت کر کے وہ جب مدینہ آئے تو ان کے پاس ڈھائی ہزار روپے (پانچ ہزار درہم) سے زائد نہ تھے۔

ممتاز صحابہ میں ابوبکر صدیق کے بیوی بچے سب سے کم تھے، انھوں نے کل چار شادیاں کیں، دو اسلام سے قبل اور دو اسلام کے بعد؛ بچوں کی مجموعی تعداد چھ تھی جن میں سے ایک لڑکی ام کلثوم وفات کے بعد پیدا ہوئی، ہجرت کے وقت ان کی ایک بیوی اُم رُومان زندہ تھیں، ان کا ۶ھ کے بعد کسی وقت انتقال ہوا، اُم رُومان کے دو بچے تھے۔ عبدالرحمن اور عائشہ۔ اُم رُومان کے بعد ابوبکر صدیق نے مدینہ کی ایک انصاری خاتون حبیبہ سے شادی کر لی اور ۸ھ میں رسول اللہ کی ترغیب پر ایک دوسری خاتون اسماء بنت عُمیس سے عقد کیا، اسما کی بہن میمونہ رسول اللہ سے منسوب تھیں۔ ابوبکر صدیق کی لڑکی اسما کی شادی ہجرت سے پہلے زبیر بن عوام سے ہو چکی تھی، ان کا منجھلا لڑکا عبداللہ ۱۱ھ میں فوت ہو گیا، ان کی چھوٹی لڑکی عائشہ کا ۱ھ میں رسول اللہ سے عقد ہوا، عائشہ کے سگے بھائی عبدالرحمن خوشحال تاجر تھے، ابوبکر صدیق کا سب سے چھوٹا لڑکا محمد ۱۰ھ میں اور سب سے چھوٹی لڑکی اُم کلثوم ان کی وفات کے بعد پیدا ہوئی۔

---

[1] ابن سعد ۳/۱۷۲ - تاریخ اسلام ذہبی، مصر ۱۳۶۷ھ، ۱/۳۸۲ - چالیس ہزار دینار (درہم کی جگہ) یعنی دو لاکھ روپے۔

جہاں تک ہمیں معلوم ہے ہجرت کے وقت ابوبکر صدیق کے کندھوں پر معاشی ذمہ داریوں کا کوئی خاص بوجھ نہیں تھا، بظاہر وہ اپنی بیوی اُم رُومان اور کم عمر لڑکی عائشہ کے کفیل تھے۔ آٹھ نو ماہ بعد شوال ۱ھ میں عائشہ کی رسول اللہ سے شادی ہوئی تو ان کے کندھے اور زیادہ ہلکے ہو گئے۔ ۶ھ میں اُم رُومان کی وفات پر ابوبکر صدیق نے انصاری خاتون حبیبہ سے عقد کیا اور اُس سے ایک بچی پیدا ہوئی اور وہ بھی اُن کی وفات کے بعد۔ حبیبہ سے شادی کے کئی سال بعد ۸ھ میں انھوں نے اسماء سے شادی کی، ذوالقعدہ ۱۰ھ میں اسما سے محمد نامی لڑکا پیدا ہوا۔ ان تفصیلات سے یہ بتانا مقصود ہے کہ خلافت سے پہلے اور اس کے بعد بھی ابوبکر صدیق کے کندھوں پر مالی ذمہ داریوں کا کوئی قابل ذکر بوجھ نہیں تھا، اس کے مقابلے میں ان کی اقتصادی بنیادیں خوب مضبوط تھیں۔ مدینہ میں وہ دو مکانوں کے مالک تھے جو ایک دوسرے سے میل سوا میل دور واقع تھے، ایک مکان میں ان کی انصاری بیوی رہتی تھیں، دوسرے میں ان کی خثعمی بیوی کا عمل دخل تھا۔ دونوں مکانوں کی زمین رسول اللہ نے دی تھی اور اس میں تعمیر غالباً خود ابوبکر صدیق نے کرائی تھی۔ رسول اللہ نے ان کو مدینہ سے نکالے ہوئے یہودی قبیلے بنو نضیر کا ایک نخلستان[۱] بھی عطا کیا تھا اور خیبر کے خمس سے ان کے لیے سوا پانچ سو من (سو وسق)[۲] اور بقول بعض ساڑھے دس سو من[۳] (دو سو وسق) سالانہ غلہ اور کھجور مقرر کر دیا تھا۔ ان کی ایک جاگیر غابہ[۴] میں بتائی جاتی ہے جو مدینہ کے مضافات میں پانی اور چارے سے بھرپور ایک لمبی چوڑی وادی تھی۔ یاقوت[۵] نے تصریح کی ہے کہ جنوبی نجد میں ابوبکر صدیق کا ایک گاؤں بھی تھا جسے سوارقیہ کہتے تھے۔

ابوبکر صدیق کو مال غنیمت کے حصے اور رسول اللہ کے مختلف النوع عطیے بھی جن کا تعلق زر و سیم، برتنے اور استعمال کے سامان سے تھا ملتے رہتے تھے، ان کے پاس گھوڑے، اونٹ اور بکریاں

---

۱ ابن سعد (بیروت) ۱۹۵/۳۔ ۲ سیرۃ ابن ہشام ص ۷۷۵، ابن سعد ۱۷۵/۳۔

۳ سنن کبریٰ ۳۶۰/۱۔ ۴ ایضاً ۱۷۰/۶۔ ۵ معجم البلدان ۱۶۴/۵۔